مکتوبات احمدیہ

الحکم کے اس خاص نمبر کے لئے ہم حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب رضی اللہ عنہ کے تین مکتوبات حضور کی اصل تحریر کا عکس شائع کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔ ان خطوط کا عکس ہم کو سیٹھی صاحب مرحوم کے فرزند سیٹھی کرم الٰہی صاحب کی مہربانی سے ملا ہے۔ جس کے لئے ہم اُن کے از حد شکر گزار ہیں۔

حضور کے یہ مکتوبات نہایت اہم مسائل پر مبنی ہیں۔ خصوصاً سودی روپیہ کے متعلق حضور کا فتویٰ کہ وہ اغراض دینی کے لئے صرف کیا جا سکتا ہے

اس سے کوئی کج فہم یہ نہ خیال کرے کہ حضور نے سود حلال کر دیا۔ بلکہ آجکل کے زمانہ میں بعض ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن سے سود کی رقم بغیر کسی قصد کے مل جاتی ہے۔ جیسے بنک یا ڈاک خانہ وغیرہ میں روپیہ رکھانے سے ایسی صورتوں میں بجائے اس کے کہ اس روپیہ کو عیسائیت کی اشاعت میں خرچ ہونے دیا جائے۔ اشاعت اسلام میں لگایا جا سکتا ہے۔

الحکم کو یہ سعادت ہمیشہ سے حاصل رہی ہے کہ اس نے حضور کے بہت سے گرامی ناموں کو محفوظ کیا۔ اور آج حضور کے تین گرامی ناموں کا عکس شائع کر رہا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد توفیق دے کہ ہم حضور کے خطوط کے فوٹوز شائع کر سکیں

(ایڈیٹر)

نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم سلمی

مجبی مشفقی اخویم شیخ غلام نبی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا محبت نامہ پہنچا آپ تحریر فرماتے ہیں

کہ کیا نور الحق اور رسالہ روافض یعنی سر الخلافہ ابتک آپ

کو نہیں پہنچا یا دوسری جلدیں مانگتے ہیں اور کسقدر مانگتے ہیں جب تک

مفصل تحریر نہ ہو کیونکر ارسال کریں اور آتھم کی پیشگوئی کا وقت

انتظار ہے خدا تعالیٰ اسکو جلد پوری کرے آمین ثم آمین

باقی خیریت ہے والسلام خاکسار غلام احمد ۲۹ اگست ۱۸۹۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجبی مشفقی اخویم شیخ غلام نبی صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ کیا نور الحق اور رسالہ روافض یعنی سر الخلافہ اب تک آپ کے نہیں پہنچا۔ یا دوسری جلدیں مانگتے ہیں۔ جب تک مفصل تحریر نہ ہو کیونکر ارسال کریں۔ اور آتھم کی پیشگوئی کا وقت انتظار ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو جلد پوری کرے۔ آمین ثم آمین باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد ۲۹ اگست ۱۸۹۴ء

نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خط دربارہ سود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی منشی شیخ غلام نبی صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ کل کی ڈاک میں مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا ۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپکی اس نیک نیتی اور خوف الٰہی پر اللہ تعالیٰ خود کوئی طریق مخلصی پیدا کر دیگا ۔ اسوقت تک صبر سے استغفار کرنا چاہیئے ۔ اور سود کے بارے میں میرے نزدیک ایک انتظام احسن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کا روپیہ آوے آپ اپنے کام میں اس کو خرچ نہ کریں ۔ بلکہ اس کو الگ جمع کرتے جائیں ۔ اور جب سود دینا پڑے اس روپیہ میں سے دیدیں ۔ اور اگر آپکے خیال میں کچھ روپیہ زیادہ ہو جاوے تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ روپیہ کسی ایسے دینی کام میں خرچ ہو ۔ جس میں کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو ۔ بلکہ صرف اس سے اشاعت دین ہو ۔ میں اس سے پہلے یہ فتویٰ اپنی جماعت کے لئے بھی دے چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سود حرام فرمایا ہے وہ انسان کی ذاتیات کیلئے ہے ۔ حرام یہ طریق ہے کہ کوئی انسان سود کے روپے سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی معیشت چلاوے ۔ یا خوراک یا پوشاک یا عمارت پر خرچ کرے ۔ یا ایسا ہی کسی دوسرے کو اس نیت سے دے کہ وہ اس میں کھاوے یا پہنے ۔ لیکن اس طرح پر کسی سود کے روپیہ کا خرچ کرنا ہرگز حرام نہیں ہے کہ وہ بغیر اپنے کسی ذرہ ذاتی نفع کے خدا تعالیٰ کی طرف رد کیا جائے یعنی اشاعت دین پر خرچ کیا جائے ۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک ہے جو چیز اس کی طرف آتی ہے وہ پاک ہو جاتی ہے بجز اسکے ایسے مال نہ ہوں کہ انسانوں کی مرضی کے بغیر لئے گئے ہوں ۔ جیسے چوری ۔ رہزنی یا ڈاکہ یہ مال کسی طرح سے بھی خدا اور دین کے کاموں میں بھی خرچ کرنے کے لائق نہیں ۔ لیکن جو مال رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو ۔ وہ خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں خرچ ہو سکتا ہے ۔ دیکھنا چاہیئے کہ ہم لوگوں کو اسوقت مخالفوں کے مقابل پر جو ہمارے دین کے رد میں شائع کرتے ہیں کسقدر روپیہ کی ضرورت ہے گویا یہ ایک جنگ ہے جو ہم ان سے کر رہے ہیں اس صورت میں اس جنگ کی امداد کے لئے ایسے مال اگر خرچ کیئے جائیں ۔ تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ یہ فتویٰ ہے جو میں نے دیا ہے ۔ اور بیگانہ عورتوں سے بچنے کیلئے آنکھوں کو خوابیدہ رکھنا ۔ اور کھول کر نظر نہ ڈالنا کافی ہے ۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا ۔ یہ تو شکر کی بات ہے کہ اپنے سلسلہ کی تائید میں آپ ہمیشہ اپنے مال سے مدد دیتے رہتے ہیں ۔ اس ضرورت کیوقت یہ ایسا کام ہے کہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے لئے نہایت اقرب طریق ہے سو شکر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو توفیق دے رکھی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہمیشہ آپ اس راہ میں سرگرم ہیں ان عملوں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے وہی جزا دے گا ۔ ہاں ماسوا اسکے دعا اور استغفار میں مشغول رہنا چاہیئے باقی خیریت ہے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۰۷ء

سود کی اشاعت دین میں خرچ کرنے سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی انسان عمداً اپنے تئیں اس کام میں ڈالے ۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مجبوری سے جیسا کہ آپکو پیش ہے ۔ یا کسی اتفاق سے کوئی شخص سود کے روپیہ کا وارث ہو جائے تو وہ روپیہ اس طرح پر جیسا کہ میں نے بیان کیا خرچ ہو سکتا ہے ۔ اور اسکے ساتھ ثواب کا بھی

نمبر ۳

۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء

ص ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی میاں شیخ غلام نبی صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کارڈ پہنچا۔ آپ کو
اپنے فرزند دلبند کی وفات سے بہت صدمہ پہنچا ہوگا
اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا فرماوے۔ یہ خیال آپ
دل میں نہ لاویں کہ اس لڑکے کی پیدائش تو بطور معجزہ
تھی وہ کیوں فوت ہوگیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم
تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر

ص ۲

یعنی اگر کوئی نشان اور معجزہ ہم دور کر دیتے ہیں تو
اس سے بہتر اور نشان ظاہر کرتے ہیں
اور اولاد کے بارے میں بھی فرمایا ہے
انما اموالکم واولادکم فتنۃ یعنی تمہارے مال اور
اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے یعنی آزمائش کی جگہ ہے
خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ تم میں سے کون قائم رہتا ہے اور کون
ٹھوکر کھاتا ہے بالخصوص جبکہ آپ کی عمر ہنوز بہت تھوڑی
ہے اور مرد کو نوے برس کی عمر میں بھی اولاد ہو سکتی ہے
اسلئے میں لکھتا ہوں کہ اب کی دفعہ تو ثواب حاصل کر لو اور اس آیت کے رو سے

ص ۳

موعود رحمت میں حصہ لے لو جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال
والانفس والثمرات وبشر الصابرین
الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون
سو ہرگز خوف نہ کرو اور خدا کے دوسرے معجزہ کے منتظر رہو
والسلام
خاکسار
مرزا غلام احمد
از قادیان

---

۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی میاں شیخ غلام نبی صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کارڈ پہنچا آپ کو اپنے فرزند دلبند کی وفات سے بہت صدمہ پہنچا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا فرماوے۔ یہ خیال آپ دل میں نہ لاویں کہ اس لڑکے کی پیدائش تو بطور معجزہ تھی۔ وہ کیوں فوت ہوگیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی اگر کوئی نشان اور معجزہ ہم دور کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر اور نشان ظاہر کرتے ہیں۔ اور اولاد کے بارے میں بھی فرمایا ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ یعنی تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے۔ یعنی آزمائش کی جگہ ہے خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ تم میں سے کون قائم رہتا ہے۔ اور کون ٹھوکر کھاتا ہے۔ بالخصوص جبکہ آپ کی عمر ہنوز بہت تھوڑی ہے اور مرد کو نوے برس کی عمر میں بھی اولاد ہو سکتی ہے اسلئے میں لکھتا ہوں کہ اب کی دفعہ تو ثواب حاصل کر لو۔ اور اس آیت کے رو سے موعود رحمت میں حصہ لے لو۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

سو ہرگز خوف نہ کرو اور خدا کے دوسرے معجزہ کے منتظر رہو۔ والسلام

خاکسار
مرزا غلام احمد
از قادیان

بولو امن کے شہزادہ کی جے

(از جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر "نور" کی قلم سے)

عزیزم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کا ارشاد ہے کہ میں الحکم کے خاص نمبر کے لئے کچھ لکھوں۔ قرآن حمید کے ہندی ترجمہ کے زیر طبع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل کی وجہ سے میری مصروفیت اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ میں بارہ بجے کا کھانا ہفتے میں شاید دو ایک ہی دفعہ کھاتا ہوں گا۔ اب اس حالت میں دلجمعی کے ساتھ مضمون لکھنا کارے دارد۔ مگر میں عزیز موصوف کو مایوس بھی نہیں کرنا چاہتا لہذا چند سطریں بطور تعمیل ارشاد پیش کرتا ہوں :-

اگر ہم غور سے دیکھیں تو حضرت مسیح موعود کی بعثت سے قبل سفینۂ اسلام ڈانواں ڈول حالت میں تھا۔ اور اغیار کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا عیسائیوں کی یورش اور آریوں کا دھاوا کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مسلمان دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے تھے۔ اور اگر مسلمان تیزی کے ساتھ آریہ نہیں بنتے تو اسکی یہ وجہ نہیں کہ وہ آریہ بننے کے لئے تیار نہ تھے بلکہ اس کی یہ وجہ تھی کہ مسلمانوں کو ہضم کرنے کے لئے آریوں کا معدہ قوی نہ تھا۔ مگر آریوں کے حملوں نے مسلمانوں کو تشویش و رنج میں ضرور ڈال دیا تھا۔ اور یہ سراسیمگی دن بدن افزوں ہو رہی تھی ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے کھڑا کیا اور آپ نے ایسے علم کلام کی طرح ڈالی جو رہتی دنیا تک یاد رہے گی۔ اور جس میں وہ شوکت وہ دبدبہ وہ چمک تھی کہ جس نے اغیار کو بلاشبہ خیرہ چشم کر دیا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اسلام پر حملہ آور ہوتے ان کو اپنا بچاؤ کرنا مشکل ہو گیا :-

آریہ عقائد پر ایسی معقول اور کڑی نکتہ چینی کی کہ جس آریوں کو عہدہ برآ ہونا مشکل ہو گیا۔ اس کے لئے سرمہ چشم آریہ اور چشمہ معرفت اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ یہ کتابیں پڑھ کر انسان کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ آریہ مذہب پر چل کر کوئی انسان مکمل روحانیت اور خدا کو قادر مطلق اور سرو شکتی مان نہیں مان سکتا۔

ذرا غور تو کیجئے کہ جس ہستی کو ایسا تہیدست ثابت کیا گیا ہو کہ نہ وہ کوئی روح پیدا کر سکے۔ اور نہ مادے کا کوئی ذرہ ہی بنا سکے بھلا ایسی ہستی کا اثر دوسرے پر کیا ہو سکتا ہے۔ جو کسی شخص کا ذرہ سے ذرہ گناہ بھی معاف نہ کر سکے۔ خواہ وہ کتنا ہی تضرع عاجزی اور گڑگڑاہٹ سے کام لے بھلا ایسی ہستی کے لئے کسی کے دل میں کیا محبت ہو سکتی ہے۔ عقیدہ نیوگ کی زبوں حالت کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ آجکل آریہ لوگ کوئی اسکی عملی مثال پیش کرنے سے عاجز رہے ہیں

یہ جملہ امور آریوں کی کتب مقدسہ میں درج تھے۔

مگر کسی کو علم نہ تھا۔ یہ سہرہ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر ہی ہے جنہوں نے مسلمانوں کو آریہ مذہب کی ان خامیوں سے آگاہ کرتے ہوئے اسلام کا منور چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ آریہ سماج کی جارحانہ روش کا ایک گونہ سدباب ہو گیا۔ اور آریوں کو اپنے ڈیفنس کی پڑ گئی۔ اور مسلمانوں کے دلوں سے آریہ مذہب کی وقعت جاتی رہی۔ چنانچہ یہ اسی کا ہی نتیجہ ہے کہ آریوں کو مسلمانوں میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکی۔ اور نہ ہی آئندہ ہونے کی امید ہے گویا دوسرے الفاظ میں آریہ مسلمانوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے اب آریہ ایک ایک کر کے اسلامی اصولوں کو اختیار کر رہے ہیں۔ یہ کس کے طفیل محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل۔

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اگر حضرت مسیح موعود کی بعثت سے قبل مذہبی دنیا پر نظر ڈالی جائے۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ مسلمان بکثرت عیسائی بن رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے عیسائی مذہب پر ایسی زبردست نکتہ چینی کی کہ ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ وفات مسیح کا ایسا زبردست تبلیغی حربہ چلایا جس نے عیسائیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت ہی بے بس بنا دیا۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اب عیسائی اگر کسی جماعت کے سامنے آنے سے کتراتے ہیں تو احمدی جماعت سے۔ اب مسلمانوں سے شاذ ہی کوئی عیسائی مذہب اختیار کرتا ہے۔ ورنہ جس تیزی سے مسیحی لوگ مسلمانوں کو خذب کر رہے تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود مبارک اسکے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ تو آج مسلمانوں کا بیشتر حصہ مسیحی مذہب کی گود میں ہوتا۔ اور احمدیت اس پر بجا فخر کر سکتی ہے کہ اس نے مسیحی مذہب کی اس تبلیغی رو کو مسلمانوں کی طرف سے قریباً قریباً بالکل پھیر دیا۔

سکھ مذہب کے پیروؤں کی تعداد بہت کم ہے۔ مگر بعض خصوصیات کے لحاظ سے یہ گروہ ایک اہمیت رکھتا ہے۔ گو یہ سکھوں کے واجب الاحترام بانی کے زمانہ میں ہی ان کی ذات والا صفات کے متعلق لوگوں میں یہ بات پیدا ہو چکی تھی کہ ستگرو نانک دیوجی نہاراج کا لگاؤ اسلام سے تھا۔ مگر یہ خیال محض خیال ہی رہ گیا تھا حضرت مسیح موعود نے اس کے لئے ایک زبردست آواز بلند کی۔ کہ شری گورو نانک دیوجی نہاراج اسلامی روحانیت کے قدردان تھے۔ اور اس کے لئے زبردست دلائل دیئے جو ست بچن نامی کتاب میں موجود ہیں۔ اور اسی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج نہ صرف احمدی بلکہ کئی ایک دیگر مسلمان بھی سکھوں کے اس واجب الاحترام گرو و گرنتھ کو

رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک الفاظ سے یاد کرتے ہوئے فخر سمجھتے ہیں۔ اگر ہم اچھے رنگ میں اس بہادر قوم میں ان تبلیغی ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دیئے تبلیغ کر سکیں۔ تو ہم بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات نے دنیا پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ دنیا اس کے لئے جسقدر بھی شکریہ ادا کرے کم ہے اس سے قبل مسلمانوں کے دلوں میں شری کرشن اور شری رامچندر کی کوئی قدر نہ تھی۔ سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ آواز بلند کی کہ قرآن حمید کے اس اصول کے ماتحت کہ "لکل قوم ھاد" شری کرشن اور شری رامچندر جی بھی اپنے وقت کے نبی اور رسول تھے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان بزرگوں کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں احترامیہ جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور اب نہ صرف احمدی ہی بلکہ دوسرے مسلمان بھی ہندوؤں کے ان بزرگوں کو بزرگ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ باوجود آریوں وغیرہ کی طرف سے رنگیلا رسول وغیرہ غایت درجہ اشتعال انگیز کتابیں لکھنے کے مسلمانوں نے کبھی بھی ہندو بزرگوں کی شان میں سوء ادبی سے کام نہیں لیا۔ اور یہ ہندو قوم پر نہیں نہیں بلکہ بنی نوع انسان پر اسقدر احسان ہے کہ اسکا جسقدر بھی لوگ شکریہ ادا کریں کم ہے۔ اور اگر دوسرے مذاہب والے بھی اس اصول پر کاربند ہو سکیں تو دنیا میں آج ہی امن کا دور دورہ ہو سکتا ہے لہذا ہم سب یک زبان ہو کر یہ آواز بلند کہیں

بولو امن کے شہزادے کی جے

چندہ تحریک جدید اور زمیندار جماعتیں!

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کے زمیندار احباب کو موقع عطا فرمایا۔ انھوں نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک جدید میں لبیک کہا۔ اور نہ صرف وعدے ہی فرمائے بلکہ ایک معتدبہ حصہ زمیندار احباب نے اپنے وعدوں کا ایفا بھی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرماوے

ابھی ایک حصہ جماعت کا ایسا بھی ہے کہ جن کا وعدہ قابل وصول ہے۔ اب یہ دن زمیندار احباب کے فصل ربیع کے ہیں۔ پس وعدہ کرنیوالے مخلص زمیندار احباب سے التماس ہے کہ جو انھوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حضور قربانی کا جو وعدہ فرمایا ہے اسے اس فصل سے ادا کریں۔ کیونکہ اکثر وعدے احباب کے ماہ مئی۔ جون میں ہی فصل پر ادا کرنے کے ہیں اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرماوے

خاکسار

برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کونسی ادا پیاری لگی؟

سیرت نمبر کے لئے چند احباب سے جو دفتر الحکم کے پاس سے گزرے۔ میں نے مندرجہ بالا سوال کیا۔ میری غرض اس سے یہ تھی کہ میں دیکھوں کہ احباب اس کے متعلق چند فقروں میں کیا کہتے ہیں۔ اور اسطرح سے مختلف خیالات کا مجموعہ ایک دلچسپ مضمون کی شکل میں ظاہر ہو سکے گا۔ بیچ جواب میں احباب کو آزادی دی کہ خواہ وہ ظاہری اداؤں کی طرف چلے جائیں یا باطنی یعنی سیرت کی طرف ہر قسم کا جواب کوئی نہ کوئی شان محبوبی اپنے اندر ضرور رکھے گا۔

میرے اس سوال کو بہت سے احباب نے حیرت سے دیکھا۔ اور بعض نے اس لحاظ سے غلط قرار دیا کہ وہ مجسمہ حسن و احسان تھا اس کی کسی خاص ادا کو دلربا اور پیارا اور باقیوں کو چھوڑ دینا یا کم پیارا کہنا درست نہیں ہو سکتا۔ مانا ـــ بیشک محبت کا تقاضا یہی ہے۔ لیکن ایسے سوال سے عام طور پر مراد یہ ہوتی ہے کہ کس خاص بات کو اپنے قلب پر نمایاں پاتے ہیں۔ چنانچہ بعض احباب نے دلچسپ جوابات دیئے۔ اگر اس سلسلۂ جواب کو لمبا کیا جائے۔ تو چند سطروں میں حضور کی سیرت کے ہزاروں پہلو نکل آئیں۔ تاہم میں الحکم کے اس خاص نمبر میں اس سوال کے نمبر میں ایک جدت پیش کرتا ہوں جوابات کے لئے کوئی خاص ترتیب نہیں رکھی گئی لیکن جس ترتیب سے جوابات مجھے ملے ہیں۔ اسی ترتیب سے میں نے درج کر دیئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

۱ ـ جناب اللہ دین صاحب فلاسفر

میں نے دیکھا کہ اس زمانے میں ہر ایک چیز نے غیر معمولی اور حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ مثلاً میں نے جاپان کا کارخانہ دیکھا۔ اور دھاریوال کا کارخانہ دیکھا تو میں محو حیرت ہو گیا۔ یہ جولاہوں کے کام کی ترقی کا ایک نمونہ ہے جسے کوئی یورپین جولاہا ترقی پر لیجاتے لیجاتے اس مقام پر لے گیا۔

آج اس جولاہے کی عظمت کو راجے مہاراجے بھی مانتے ہیں۔ اور اس کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہی حال ہر ایک چیز کا ہے۔ ہر ایک علم کا ہے۔ ایسے علمی اور ترقی یافتہ زمانہ کے لئے جو نبی آنا چاہیئے وہ کیسا ترقی یافتہ ہونا چاہیئے؟ پس میں حضرت مسیح موعود کی عظمت کو دیکھتا ہوں اور محو حیرت ہو جاتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ حضور کی کس ادا کو پیاری کہوں اور کس کو نہ کہوں۔

۲ ـ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی

میرا محبوب دشمنوں کا بھی ہمدرد تھا۔ غریبوں کا غمگسار تھا۔ اس کو کسی بڑائی کی خواہش نہ تھی۔ اس کی یہ شان تھی کہ حضور کے لخت جگر صاحبزادہ مبارک احمد کی نعش سامنے رکھی تھی مگر وہ اسوقت روتا نہیں۔ اس کے منہ سے اسوقت بھی اسلام اور احد کے سوا کچھ نہ نکلتا تھا۔

ان اوصاف سے متصف محبوب کی میں کس ادا کو پیارا کہوں۔ اور کس ادا کو دوسری پر ترجیح دوں

۳ ـ مہاشہ محمد عمر مولوی فاضل

میرے دل پر آقا کی تحدی اور یقین نے وہ اثر کیا کہ میں اس کی ادا پر قربان ہو گیا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ مفتری دنیا کو للکارے اور تحدی کرے۔ پس میں تو ان کی تحدی اور یقین پر قربان ہوں

۴ ـ مرزا ارشد بیگ صاحب

میں تو حضور کی آنکھوں کا متوالا ہوں اور جو حیا اور جو لطف و کرم ان آنکھوں میں پوشیدہ تھا میں نے کسی کی آنکھوں میں نہ دیکھا ـ

(۵) جناب قاضی محمد یوسف صاحب آف پشاور

حضور سادگی کے مجسمے تھے ـ اور تکلفات سے دور تھے

در شان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی امیر جماعت احمدیہ پشاور

خوش بگوشم کلام احمد شد
چوں مرا مے برد لبوئے خدا
آں مسیحا کہ بر فلک گویند
مردگاراں دوبارہ زندہ نمود
قتل دجال شد بہ تیغ دلیل
عرش در فرش دور ہست و لے
خاتم انبیاء محمد بود
سیزدہ عقب گذشت لبعد نبیؐ
انبیاء گرچہ بودہ آند بسے
چوں محمد سلام گفتہ براو
روز در خلق و شب بقرب خدا
گشت آزاد از شر شیطال
ہر دہ گو کے بود کسے کاراں
ہیچ فہمیدہ نظام الشمس۔

زاں دل من غلام احمد شد
خود مرا ہم مرام احمد شد
ظاہر انیجا بنام احمد شد
زندگی بخش جام احمد شد
کامیابی بہ کام احمد شد
منزلش طے بہ گام احمد شد
بر ولایت ختام احمد شد
رو نمائے بدلہ تمام احمد شد
فوق زلیشاں مقام احمد شد
بر تو واجب سلام احمد شد
بہ زلیقطہ منام احمد شد
آنکہ دربند دام احمد شد
در دہانش لجام احمد شد
مظہر او نظام احمد شد

انتباعش چو ہاں خلق است
جائے یوسف خیام احمد شد

(۶)

غازی نذیر احمد صاحب برق پریذیڈنٹ احمدیہ سولر سوسائیٹی

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ عاشقانہ ادا پیاری لگی۔ جو حضور سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق کے رنگ میں ظاہر ہوئی حضور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کمال عشق تھا اس کی نظیر اور شان دنیا کے محبت میں بالکل نرالی۔ اور انوکھی ہے۔

(۷)

بابا محمد حسن صاحب واعظ

حضور کی یہ شان تھی کہ ہر ایک آدمی جو حضور سے وابستہ تھا۔ اس سے ایسی محبت کرتے تھے کہ وہ یہ سمجھنے لگتا کہ حضور مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اپنے خدام سے محبت کی یہ مساوات میںنے اور کسی انسان میں نہ پائی۔ اور پھر طرفہ یہ کہ اپنی ذات کو حضور کبھی بڑا بنانے کی نہ خواہش کرتے تھے۔ اور نہ کوشش۔ وہ خوبیوں کی کان تھا

(۸)

ماسٹر عبد الرحمان صاحب بی اے نو مسلم

میں سکھ سے مسلمان ہوا۔ میرا دل اسی محبت کا شکار رہا۔ جو حضور اپنے خدام سے فرمایا کرتے تھے وہ ایسی محبت تھی کہ کبھی معلوم نہ ہو سکا کہ حضور کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

(۹)

مسٹر غلام محمد صاحب اختر سٹاف وارڈن لاہور

مجھے حضور کی قبولیت دعا پیاری لگی۔

(۱۰)

بھائی مدد خان صاحب

مجھے حضور کا چہرہ بہت پیارا لگتا تھا میں جب اسکو دیکھتا۔ اپنے سارے غم بھول جاتا۔

(۱۱)

بابا کریم بخش صاحب مہاجر

میںنے جب حضور کو پہلی دفعہ دیکھا۔ تو حضور کا جلوہ مجھے بہت پیارا لگا۔ جس نے میری قوت کو صلب کر دیا۔ میں جہاں کھڑا تھا وہاں کھڑا رہ گیا۔ اور نہ میں آگے ہو سکتا تھا۔ اور نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ وہ کیسا جلوہ تھا۔ اس میں کونسا جادو تھا میں اسکو نہ جان سکا۔

(۱۲)

جناب ڈاکٹر غلام غوث صاحب

حضور اسقدر مجسمہ حُسن و اخلاق تھے۔ کہ میں حیران ہوں کہ میں حضور کی کس ادا کو پیارا کہوں اور کس کو نہ کہوں۔

(۱۳)

جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر ایک ادا دلربا و دلکش تھی میں کس کو کس پر ترجیح دوں ع

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

(۱۴)

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صورت مجھے بڑی پیاری لگتی تھی آنکھوں میں غنودگی سی تھی جو دلپر ہمیشہ یہ اثر پیدا کرتی تھی کہ حضور ذکر الٰہی میں مستغرق ہیں۔ یہ وہ منظر ہے جو اب تک میری آنکھوں میں پھرتا رہتا ہے اُس کی دید سے میرا دل گداز ہے۔

(۱۵)

مولوی عبد اللہ صاحب اعجاز

حضور کے متعلق میں کیا کہوں ؎

سر فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

(۱۶)

چودھری مظفر الدین صاحب بنگالی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امن پسندی مجھے بہت پسند آئی کرشن جی مہاراج اور رامچندر جی مہاراج اور مہاتما بدھ کو انبیاء کے زمرے میں تسلیم کر کے ہم کو یہ تعلیم دی کہ ہم دوسروں کے بزرگوں کی عزت کریں۔ اور جب یہ اصل دنیا میں کام کرنے لگے تو اس سے کسقدر امن دنیا میں پیدا ہو گا۔ پس حضور کی مجھے امن پسندی بہت پسند آئی۔

(۱۷)

جناب مفتی فضل الرحمان صاحب طبیب

میرا آقا سید القوم خادمہم کا مصداق تھا۔ میں دوسروں کی کیا کہوں۔ اپنی کہتا ہوں۔ گرمی کا موسم تھا۔ حضور نے فجر کی نماز کے بعد مجھے گورداسپور بھیجا میں وہاں سے ۱۲ بجے سخت دھوپ میں واپس آیا۔ حضرت اُسوقت گول کمرے کے پچھلے کمرے میں تھے۔ اور آرام فرما رہے تھے۔ کمرہ ٹھنڈا تھا۔ پنکھا لگا ہوا تھا۔ میں نے حاضر ہو کر جواب پیش کیا۔ حضور نے ازراہ شفقت فرمایا کہ میاں فضل الرحمان تم بیٹھو۔ میں تمہارے لئے شربت لاتا ہوں۔ میں گرمی کا مارا ہوا تھا۔ اور سفر کی منزل سے تھکا ہوا تھا۔ بستر پر لیٹ گیا۔ اور خیال کیا کہ جب حضور کی آہٹ پاؤں گا۔ اٹھ کر بیٹھ جاؤنگا۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ حضور آئے اور مجھے معلوم نہ ہوا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گذرنے پر آنکھ کھلی۔ دیکھا میرا آقا سید مونی کھڑا ہے۔ پنکھے کی رسی اس کے ہاتھ میں ہے اور مجھے ہوا دے رہا ہے میں دیکھتے ہی گھبرا گیا۔ بیقرار ہو گیا۔ گھبراہٹ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور ندامت سے چور تھا۔ حضور نے میری ندامت کو دیکھ کر فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں آپ تھکے ہوئے تھے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا یہ لو شربت پی لو۔

ایسے محسن آقا کی ہر شان جب مجھے یاد آتی ہے میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں میں اس محسن آقا کی کس بات کو کس پر ترجیح دوں۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے۔

(۱۸)

بابو محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر

مجھے حضور علیہ السلام کا وہ کلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے۔ اور حضور کا وہ عشق جو حضور کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا بہت پیارا لگتا ہے۔

(۱۹)

بابو وزیر خان صاحب بلب گڑھی

حضور کا چہرہ اسقدر خوبصورت تھا کہ یہ خوبصورتی میںنے کسی انسان میں نہ دیکھی۔ حضور جب کلام کرتے تھے تو چاند کی طرح چمکتا ہوا چہرہ نظر آتا تھا۔ آجتک حضور کے پیارے چہرے کی یاد میرے دل میں دلنشین ہے اور میں اس منہ کی دید کا بھوکا ہوں۔

(۲۰)

شیخ عبد الرحمان صاحب قریشی مسکین فرید آبادی

مجھے تو حضور کے اخلاق نے گرویدہ کر لیا۔ میں جب حضور کی مجلسوں میں اپنا کلام پیش کرتا تو شعراء کی نگاہ میں وہ شاعری سے گرا ہوا ہوتا مگر حضور پسند فرما کر تبسم فرماتے۔ اور میرے جیسے ناچیز خادم کو چہرہ مبارک پر بل ڈال کر دلگیر نہ فرماتے کسی اور معمولی آدمی سے بھی میں توقع نہیں رکھتا کہ وہ اسقدر وسعت اخلاق کا منظر پیش کرتا چہ جائیکہ کوئی بڑا آدمی ہو

(۲۱)

پیر مظہر حق صاحب

میں نے بچپن میں حضور کو دیکھا۔ ہم بہت سے بچے اکٹھے ہو کر اس کمرے کے باہر شور مچاتے اور کھیلتے۔ جہاں حضور آرام فرماتے۔ بلکہ اسی پر بس نہ کر کے صحن میں بھی فٹ بال کھیلتے ہوئے اس دروازے میں بھی فٹ بال کی ککیں لگاتے حضور کمرے کے اندر موسم گرما میں آرام فرمایا کرتے تھے۔ مگر وہ اخلاق کا مجسمہ کبھی ناراض نہ ہوتا۔ اور کبھی نہ ڈانٹتا کہ کیوں میرے آرام میں خلل انداز ہوتے ہو۔

میں اب پورے شعور کے ساتھ انسانی فطرت کا مطالعہ کرتا ہوں اور اس عظیم الشان شخص کے اخلاق کو دیکھتا ہوں۔ تو حیرانی میں گم ہو جاتا ہوں۔

(۲۲)

منشی کظیم الرحمن صاحب

جو بچے یہاں تعلیم کے لئے قادیان میں حضور کے زمانے میں آئے تھے۔ حضور ان پر اپنے بچوں کی طرح مہربان تھے۔ ایک دفعہ میرے بھائی

مسیب الرحمٰن کے روپیہ آنے میں تاخیر ہوئی - اور ضابطہ کے مطابق ان کی روٹی بند ہو گئی - انھوں نے چند دن کسی دوسرے شخص سے ملکر کھانا کھالیا جب حضور کو اس کا علم ہوا سپرنٹنڈنٹ کو بلوایا اور اسپر سخت ناراض ہوئے - اور فرمایا کہ یہ بچے میرے پاس آئے ہیں - کسی کو کوئی حق نہیں کہ ان کی روٹی بند کرے - میرے بھائی محیب الرحمان کو ملوا کر اس کی بڑی دلداری کی اور تسلی دی - اور کہا کہ جب تمہاری روٹی بند ہوئی تو مجھے کیوں اطلاع نہ دی - یہ حضور کی شفقت کا علی الاعلان ایک منظر ہے -

(۲۳)

قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی اے

مینے حضور کو دیکھا نہیں - مگر حضور کی دینی غیرت میرے دل میں گھر کر گئی ہے - خاکسار میں دو واقعات کا ذکر کرتا ہوں - پہلا واقعہ وہ ہے جو لیکھرام کے متعلق ہے - جب اس نے حضور کو سلام کیا تو حضور نے اپنا منہ اس سے اس لئے پھیر لیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور آپ کے سلام کے لئے آیا ہے۔

دوسرا واقعہ ہے - کہ باوجود اس کے کہ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح اول سے بڑی محبت تھی - حضور نے اپنی زبان مبارک سے ان کے حق میں فرمایا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمت نور دیں بودے

اس قدر محبت کے باوجود جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت مولوی صاحب آریہ سماج کے اس جلسے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی - جلسے کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہ اُٹھے تو سخت ناراض ہوگئے میں نے اس غیرت دینی کے بہت سے منظر حضور کی سیرت میں پائے اور میں اسپر قربان ہوں -

(۲۴)

حکیم عبدالعزیز صاحب پسروری

میرے قلب پر حضور کے تقویٰ کا بہت اثر ہے - یعنی مجھے اس تقوے نے گرویدہ کر لیا میں نے اس تقوے کے جو منظر حضور کی ذات میں دیکھے - ان کا اثر اس زمانے بھی میرے قلب پر موجود ہے - حضور خود فرماتے ہیں ؎

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے

(۲۵)

شیخ نورالدین صاحب تاجر قادیان

حضور کی بشاشت میرے دل پر اب تک اثر انداز ہے - جب کسی خادم سے ملتے تو اس قدر مسرت اور بشاشت حضور کے چہرے سے ظاہر ہوتی کہ اسکی مثال نہیں ملتی -

(۲۶)

جناب عبدالرحیم صاحب تخلص جیتم دہلوی

میں حضور کے عفو تقصیر پر فدا ہوں -

(۲۷)

چودھری مولوی فضل محمد صاحب ہرسیاں والے

میرے دل پر حضور کی اس وسعت حوصلہ کا اثر ہے جو میں بارہا خود حضور کی طبیعت میں دیکھ چکا ہوں میں اپنی دنیوی حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ایسی باتیں کرنے لگتا - جن کا حضور سے کوئی تعلق نہ ہوتا - مجھے اب وہ باتیں یاد آتی ہیں - تو حضور کے قیمتی وقت ضائع کرنے کا افسوس کرتا ہوں - مگر حضور نے کبھی بات سننے میں بے پرواہی یا عدم توجگی کا اظہار نہیں کیا - اور کبھی نہیں فرمایا کہ بس کرو - مجھے کوئی اور کام ہے - بلکہ پوری بشاشت سے حضور سنتے رہتے - پس اس وسعت حوصلہ کی نظیر مجھے کسی انسان میں نظر نہیں آتی -

(۲۸)

سید عزیز الرحمان صاحب مہاجر بریلوی

ہر ایک شخص یہی خیال کرتا تھا کہ حضور مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں - حضور کی محبت کی یہ شان مجھے بہت پیاری لگتی - اور حضور کا پگڑی باندھنا - اور پگڑی کے پیچ مجھے بہت ہی بھلے لگتے -

(۲۹)

جناب مولوی عبداللہ صاحب تھاپوری مہاجر قادیان

۱۹۰۶ء میں میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اُسوقت میں بہت کم عمر تھا - حضور علیہ السلام کا خلق اور محبت و شفقت سے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا میرے والد سے کہیں زیادہ محبت کرتے ہیں حضور کا میری پیٹھ پر اپنا دست مبارک پھیرنا میں کبھی نہیں بھول سکتا - وہ ایک مقناطیسی قوت تھی - جو ہی میرے بدن سے مس ہوئی ایک بجلی کی رو کی طرح تمام بدن میں دوڑ گئی اب بھی جب کبھی مجھے وہ خیال آتا ہے تو وہی بجلی کی لہر میرے تمام بدن میں لہریں مارنے لگتی ہے

(۳۰)

بابو محمد سعید صاحب آرشد سکرٹری بال راولپنڈی

۱۹۰۷ء میں میں کوئی دس برس کا ہوں گا - کہ جب طاعون اور پلیگ سے موتا موتی کا بازار گرم تھا جیسے بھٹی کے بھاڑ میں چنے بھنتے ہوں - یا جیسے کوئی ڈاکٹر جراثیم کے مارنے کے لئے دوائی چھڑک دے اور کیڑے بلبلا بلبلا کر مر جائیں یہی حالت جنبہ اسوقت زمینی آدمیوں کی تھی چونکہ ہمارے خاندان میں احمدیت ۱۸۹۸ء میں پہنچ چکی تھی - ہم نے اس پُر شوکت اور پر ہیبت نشان کو دیکھا

حضور علیہ السلام کا رعب کچھ اسطرح دلوں پر چھاگیا تھا بغیر مانے کوئی چارہ ہی نہ تھا - ہم لوگ آزادی سے چلتے پھرتے کھیلتے کودتے - مگر احمدیوں کا بال بھی بیکانہ ہوا - خدا کے فضل سے سب کے سب محفوظ رہے

میرے دل پر حضور علیہ السلام کا وہ پرشوکت و جلال انذاری نشان اور حضور کے رعب کا اسقدر گہرا اثر ہے کہ جب بھی مجھے وہ وقت یاد آتا ہے میں کانپ جاتا ہوں

(۳۱)

حبیب احمد کاتب الحکم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مضامین اور تحریر میں ایک روح اور ایک لذت ہے - مجھے جب بھی مطالعہ کا موقع ملتا ہے - میرا دل سرور اور مسرت سے بھر جاتا ہے - میری روح وجد میں آ جاتی ہے -

حضور علیہ السلام نے جس خوبی سے بڑے بڑے اہم مضامین کو چند سطروں میں ادا فرمایا ہے وہ دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر - ادیب صحیفہ نگار بیسیوں صفحوں - جزووں اور کتابوں میں بیان نہیں کر سکتے -

لاریب وہ سلطان قلم تھا - مجھے اسی کی گردش قلم نے موہ لیا ہے -

(۳۲)

مولانا الحاج عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ اسلام

میں تو حضور کی نگاہ کا کشتہ ہوں - میں جب پہلی دفعہ قادیان آیا تو سینے پوربی زبان میں ایک نظم لکھی جس کا ایک مصرع یہ تھا کہ تنک تجریا کینو ہمری اور گوپال یعنی اے گوپال ہماری طرف بھی ایک نظر فرما - حضور نے یہ سنکر آنکھ اٹھا کر میری طرف دیکھا - اس نظر کا جادو مجھ پر ایسا ہوا کہ میں اس کا نقشہ کھینچ نہیں سکتا - میرا وہ جوانی کا عالم تھا — انگوں کا زمانہ تھا - دماغ میں شاعری کا دور دورہ تھا - مگر حقیقی قسم اس نظر کے بعد اس سے بہتر اور خوبصورت نظر آج تک نظر نہ آئی -

(۳۳)

حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی

مجھ پر احمدیت کیوجہ سے مخالفوں نے مقدمات کر دیئے اور میرا مکان مجھ سے چھین لیا - میں نے حضور سے شکوہ کیا - حضور نے فرمایا کہ:- حافظ صاحب! لوگ ختنوں اور شادیوں پر مکانات فروخت کر دیتے ہیں - آپ کا مکان اگر خدا کے لئے جاتا ہے تو جانے دو اس بات کا مجھ پر وہ اثر ہوا جیسے زلیخا نے ایک شعر میں حضرت یوسف کی خریداری پر کہا ؎

بہا ئے چند دادم جاں خریدم
بحمد للہ عجب ارزاں خریدم

اس دن سے میرے دل میں سے مکانوں وغیرہ کی محبت جاتی رہی اور ان کی قدر و قیمت ایک ٹوٹی جوتی کی برابر بھی نہ رہی -

ہاں
خدا نے پھر اپنے فضل سے مجھے سب کچھ دیدیا جو اب میں انعام کے رنگ میں سمجھتا ہوں -

(۳۴) محمد اسمٰعیل صاحب صدیقی - میں حضور علیہ السلام کے جذبہ تبلیغ پر فدا ہوں جو حضور نے ہم مسلمانوں میں پیدا کر دیا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی عبدک المسیح الموعود وبارک وسلم

احمدی نوجوانوں کا نعرۂ لبیک

(از جناب مولوی عبد اللہ خان صاحب اختر جتوئی بلوچ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

تحریک جدید کے مطالبات حضرت شاکر صاحب نے نظم کیئے ۔ اور حضرت اختر صاحب نے اُن کا جواب نعرہ لبیک میں دیا اختر صاحب کی یہ سعی جو ہر احمدی نوجوان کے جذبات کی ترجمان ہے قابل شکریہ ہے ۔ اختر صاحب اب تبلیغ کے لئے ہندوستان سے باہر گئے ہیں ۔ احباب اُن کی کامیابی کے لئے دعا کریں +

(ایڈیٹر)

اے مرے آقا میرے رہبر مرے دل کے قرار
اے شہ لولاک کے نور بصر فضل عمر
ہادیٔ دین متیں محبوب خیر المرسلیں
تیرے دامن سے ہے وابستہ حیات روزگار
تیرے دم سے ہو رہے ہیں بحر و بر آباد پھر
سینکڑوں مُردوں نے پائی تیرے دم سے زندگی
تیرے دل میں درد ہے اسلام کا ایمان کا
آپ نے پھیلا دیا ہر ملک میں اسلام کو
خدمت اسلام میں مشغول ہیں صبح و مسا
ہم بھی اب لبیک کہتے ہیں تیری آواز پر
دین کو دنیا پہ رکھینگے مقدم ہر گھڑی
ایک ہی سالن پہ ہر دم ہم کرینگے اکتفا
سینما تھیٹروں کے ذکر او راذکار بند
ہم نئے زیور خریدیں گے نہ بنوائیں گے پھر
اپنے بچوں کو کریں گے وقف دیں کے واسطے
ہم نہیں ڈرتے کبھی احرار پُر اشرار سے
سر کٹانے کے لئے تیار ہیں چھوٹے بڑے
آپ گر فرمائیں "جاؤ ڈوب کر مر جاؤ تم"
ایک دنیا دیکھ لیگی ہم نہ ٹھیرینگے کبھی
در حقیقت آپ کا فرمان ہے حکم خدا
زندگی ہے در حقیقت موت کی آغوش میں
مال کیا اولاد کیا ہم دیچکے ہیں جان بھی
ہم مٹا دینگے رسومات قبیحہ سب کی سب
ہم مٹائیں گے تمیز خادم و مخدوم کو
گوروں کالوں کو ملا کر ایک کر دینگے کبھی

معدن صدق و صفا اے عاشق پروردگار
احمد مختار کے لخت جگر فضل عمر
مصلح موعود قبلہ اے امیر المومنیں
تیری اُلفت ہے روحانی ترقی کا مدار
تیرے دم سے ہو گیا فتنہ و شر برپا پھر
جو ہر ظلمت زدہ کو مل گئی تابندگی
تیرا دل ہمدرد ہے غربت زدہ انسان کا
اور قرباں کر دیا ہے نیند کو آرام کو
اپنا تن من دھن سبھی اسلام پر قرباں کیا
ناز کرتے ہیں تیری اسکیم کے اعجاز پر
ہم رہیں گے بھائی بھائی مل کے باہم ہر گھڑی
چھوڑ دینگے کپڑے بنوانا ضرورت کے سوا
آپ کے ارشاد پر ہم سب رہینگے کاربند
سر میں یہ سودا کبھی بھی ہم نہیں لائینگے پھر
بھیج دینگے اُن کو ہم علم دین کیواسطے
اور گھبراتے نہیں ہم لشکر جرار سے
آپ کے ارشاد کے ہیں منتظر سارے کھڑے
پیارے دیں کیواسطے کچھ جوش تو دکھلاؤ تم
دیکھتے ہی دیکھتے ہم کود جائینگے سبھی
مادیت اور دہریت کا بھی عقدہ کھل گیا
آ رہی ہے یہ صدا ہر احمدی کے گوش میں
جس کے بدلے مل گیا ایمان بھی عرفان بھی
پرچم اسلام پھر ہر گھر میں کر دینگے نصب
ہم دکھا دینگے کبھی بھی عزت موہوم کو
سارے عالم کے بروں کو نیک کر دینگے کبھی

رشتہ اصلاح چھوٹیگا نہ اپنے ہاتھ سے
درد مند و نیر کرینگے جان ہم اپنی فدا
موت سے تو ہم کو ملتی ہے حیات جاوداں
لاکھوں حملے ہو رہے ہیں ہم پہ غیر اقوام کے
جان میں ہے جان جب تک آگے بڑھتے جائینگے
ہم بیاں کرتے رہینگے خوبیاں اسلام کی
چیختے چلاتے آخر چھوڑ دیں گے ایکدن
صلح کرنے کیلئے پیغام بھیجیں گے ہمیں
خوب ہی دل کھول کر اندائیں دیں ہم کو مگر
دیکھ لینا اس دل آزاری کا ہو انجام کیا
ظلم رانی کا نتیجہ ہے تباہی دیکھنا
غیر ملکوں میں بھی ہم اسلام کو پھیلائینگے
بھوکے پیاسے رہ کے بھی تبلیغ کرتے جائینگے
فخر کرتے جائینگے ہم قرآن کی آیات پر
حادثات دہر سے ہرگز نہیں گھبرائینگے
احمدیت کی صداقت کو کرینگے آشکار
ہم ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں اپنی جان کو
کس طرح اغراض ممکن ہو سکے اسکیم سے
سارے حصوں پر عمل کرتے رہینگے تین سال
ہم اٹھا دینگے جہاں سے رسم بیکاری کو جب
الغرض ہم ساری باتوں پر عمل پیرا ہوئے
اے مرے محمود قبلہ میں بھی ہوں خدمتگذار

عدل اور انصاف نکلے گا ہماری بات سے
ہم مٹا دینگے جہاں سے ظلم اور جور و جفا
جس پہ شاہد مدتوں سے ہو رہا ہے آسماں
ہم ہیں دیوانے مگر خدام ہیں اسلام کے
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہم اُسے سمجھائینگے
گو کریں بوچھاڑ ہم پر طعن کی دشنام کی
لیڈران احرار کے منہ موڑ لیں گے ایکدن
اور وفاداروں میں اپنے نام بھیجیں گے ہمیں
ہم بھی اب اللہ کے گھر جاتے ہیں خستہ جگر
آہ لاتی ہے دل مظلوم کی پیغام کیا
روشنی آنے سے مٹتی ہے سیاہی دیکھنا
گو بھکاری یا گدائے بے نوا کہلائینگے
گو دبائینگے مخالف ہم ابھرتے جائینگے
اور امیر المومنیں کے پاک ارشادات پر
کام جو کرنا ہے آخر ایکدن کر جائینگے
گرچہ ہم کو گالیاں کھانی پڑیں ستر ہزار
جان پر بھی ہم مقدم رکھتے ہیں ایمان کو
ہے ہماری آبیاری شیوۂ تسلیم سے
حسب حیثیت ادا کرتے رہینگے نقد مال
ایک دنیا بول اُٹھے گی العجب ثم العجب
احمدیت کے نئے اعجاز پیدا ہوئے
آپ کے ارشاد کا میں کر رہا ہوں انتظار

حکم ہوتے ہی روانہ کام پر ہو جاؤں گا
میں تیرا اختر فدا اسلام پہ ہو جاؤں گا

(از قلم جناب صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ سابق مبلغ ماریشس)

زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ظھر الفساد فی البر والبحر۔ تمام ادیان کے ماننے والے صرف قشر پر قانع ہو رہے ہیں۔ اور مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو رہی ہے یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا من القرآن الا رسمه مساجد هم عامرة وهی خراب من الهدیٰ علماء هم شر من تحت ادیم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود۔ لوگو نیز ایک زمانہ آئیگا کہ اسلام باقی نہیں رہے گا۔ مگر اس کا نام اور قرآن سے باقی نہیں رہیگا مگر رسم الخط ان کی مساجد خوب سجاوٹ مزین اور آباد ہوں گی۔ مگر ہدایت سے بالکل خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان کے پاس سے شرارت نکلیگی اور ان ہی میں واپس جائیگی

زمانہ حال کے خیالات دہریت کے زہریلے اثرات سے پُر ہیں۔ دجالیت کے زہریلے مواد قریباً ہر ملک و ملت میں سرایت کر گئے ہیں۔ فلسفہ عتیق و جدید انہی توہمات سے بھرا ہوا ہے اور سب کا مآل دہریت اور مادہ پرستی ہے عقلی دلائل صرف ظن غالب تک پہنچا تے ہیں۔ اور وہ ایمان جو یقین اور بصیرت سے پُر ہوتا ہے۔ وہ دنیا سے بالکل مفقود ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا کہ لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس۔ اگر ایمان زمین سے اُڑ کر آسمان پر چلا جائے گا۔ تو بھی ایک فارسی الاصل انسان (مرد) اس کو حاصل کرلے گا اب یہی وہ ہمارا موجودہ زمانہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی نقص عیب لگاتے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کی ہستی کو ہیچ سمجھا جاتا ہے وحی کے کلام کے ساتھ ہنسی کی جاتی ہے۔ اسکے انبیاء ورسل سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اور آپکے ملائکہ وغیرہ جزو ایمانیات کو لغو قرار دیا جاتا ہے وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون۔ اور بہت سے اسپر ایمان کا دعویٰ کرنیوالے اس کے ساتھ شرک کر رہے ہیں ما قدروا الله حق قدره اور چونکہ معرفت الٰہی ان کی خام ہے بلکہ بالکل عدیم اسلئے ان کے خیالات اور معتقدات جو ذات الٰہی کے متعلق ہیں بالکل لغو اور لچر ہیں۔ مولوی ظفر علی ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا اسلئے ان کی تحریر خدا کی نسبت گستاخانہ اور بے ادبانہ نکل رہی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک کلام حضور علیہ السلام کی صداقت پر مہر لگا رہا ہے من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ دیکھیئے کیسی بیہودہ بات خدا کی نسبت اپنے شعر میں ۵ رمئی ۱۹۳۵ء کے زمیندار میں خدا کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

مجرم اگر ہوں میں تو ہے تو بھی قصوروار
پہلے ہی دن سے کیوں ہی روش درگذر تری

اگر ان کو خدا کی معرفت حاصل ہوتی۔ تو ایسا کلام ان کے منہ اور قلم سے کبھی نہ نکلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اعلمکم بالله واتقاکم کہ میں تم سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی الله من عباده العلماء اللہ سے صرف اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اللہ کو جانتے ہیں۔ اگر ظفر علی امام وقت کو پہچانتا تو ایسی نامعقول بات خدا کے متعلق نہ کہتا۔

یہ بالکل سچی بات ہے اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہی انسان کو گناہ سے پاک کر سکتا ہے۔ رسمی ایمان صرف چھلکا ہے جس کے اندر مغز نہیں ہے۔ وہی چھلکا مفید اور قابل قدر ہے جو اپنے اندر مغز رکھتا ہے۔ اور مغز کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر وہ چھلکا ہی چھلکا ہے اور اس کے اندر مغز بالکل نہیں ہے تو وہ پھینک دیئے جانے کے قابل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قدیم سنت ہے کہ ایسا محکم ایمان صادقین کی معیت میں حاصل ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے دکھانے کا آئینہ ہوتے ہیں۔ وہ خدا تو نہیں مگر وہ خدا نما ضرور ہوتے ہیں۔

قانون قدرت اور عقلی دلائل سے انسان خدا کی ہستی پر ظن غالب کر سکتا ہے۔ فلسفیانہ دلائل ضرورت ہستی باری تعالیٰ کو ثابت کرتے ہیں۔ وہ یہ بتاتے ہیں کہ خدا ہونا چاہیئے۔ ان سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہے بھی۔ اور یہ بالکل واضح اور صریح بات ہے کہ ہونا چاہیئے۔ ناقص معرفت الٰہی اور ہے کامل معرفت الٰہی کا جام پلا رہی ہے فلسفی اپنی عقل سے خدا کو تلاش کر کے معلوم کرتا ہے۔ اور ایک طرح کا اللہ تعالیٰ پر احسان جتاتا ہے کہ میں نے اپنی عقل سے اسکو معلوم کیا مگر نبی پر خدا اپنے تئیں اپنے کلام سے ظاہر کرتا ہے اور اپنی میٹھی گفتار اس کو سناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فلسفی کی ناقص معرفت فلسفی کے اعمال و افعال میں کوئی اچھی تبدیلی پیدا نہیں کرتی۔ اور نبی خود بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اسکے پاس بیٹھنے والے بھی پاک ہو جاتے ہیں الله ولی الذین اٰمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیاء هم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات اللہ مومنوں کا مددگار بن جاتا ہے ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں (معرفت الٰہی سے بے نصیب) کا مددگار شیطان ہو جاتا ہے ان کو نور سے نکال کر اندھیروں کی طرف لیجاتا ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنا وعدہ یاد رکھا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ ضرور ہم نے قرآن شریف کو اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرینگے۔ سو خدا تعالیٰ نے فیج اعوج کے زمانہ میں اپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج کر اپنے کلام قرآن شریف کی حفاظت کی۔ اور لوگوں کے قلوب میں از سر نو وہی ایمان پیدا کر دیا۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا تھا۔ جیسا کہ خود اُن نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایمان آسمان پر چلا جائیگا اور ایک فارسی الاصل مرد اسکو آسمان سے واپس لائیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اپنے وجود کو ظاہر کیا اور اپنے متکلم ہونے کا ثبوت دیا اور ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ اب بھی کلام کرتا ہے جیسا کہ پہلے کلام کرتا تھا۔ جیسا کہ وہ آدم کے ساتھ بولا نوح کے ساتھ کلام کیا ہود اور صالح کو وحی کی اور ابراہیم اور موسیٰ سے باتیں کیں اور عیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا۔ اس خدا نے ہمارے اس مادہ پرستی اور دہریت کے زمانہ میں احمد بن قادیانی سے باتیں کیں اسپر اپنی وحی نازل کی۔ اسپر امور غیبیہ بکثرت ظاہر کئے فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔ خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ یعنی کثرت سے اسپر امور غیبیہ ظاہر نہیں کرتا۔ مگر اسی پر جس کو وہ اپنا رسول بنا کر پسندیدہ کر لیتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ ما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء فاٰمنوا بالله ورسله اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تم کو غیب پر غالب کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کر لیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسولوں پر۔ اگر تم پاک ہونا چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم اور اگر اللہ تعالیٰ اور اپنے زمانہ کے رسول پر ایمان لے آؤ گے تو تم کو بہت اجر ملے گا۔

خدا کی عجیب شان ہے کہ یہ ہماری صدی چودھویں صدی ہے اور چودھویں رات کا چاند اپنے اندر سورج کے تمام کمالات لے لیتا ہے اور اس کے کسی حصہ میں تیرگی اور تاریکی نہیں رہتی۔ خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی میں معمولی مجدد نہیں بھیجا بلکہ مسیح موعود کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے تمام کمالات نبوت محمدیہ کو اپنے اندر لے لیا۔ مگر ظالموں نے اس کی قدر نہ کی اور بالکل انکار کر دیا۔ اور یہ گوارا کر لیا کہ خدا اور رسول کا وعدہ جھوٹا ہو جائے مگر مسیح موعود کو نہیں مانیں گے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کہ اللہ تعالیٰ جو عزت و جلال والا ہے وہ بھیجتا رہے گا مجدد اس اُمت کے لئے ہر سو سال کے سر پر جو اس کے لئے اسکے دین کو تازہ کرتا رہے گا۔ وہ خدا جس نے پہلی تیرہ صدیوں میں مجدد بھیجے اور ہر صدی پر وہ مجدد بھیجتا رہا تو کیا اس صدی میں اُس نے اپنے وعدہ کے خلاف کرنا تھا ہرگز نہیں۔ اس نے اپنا مجدد جو کہ مہدی اور مسیح موعود تھا بھیجدیا۔ مگر فمنھم من امن ومنھم من کفر جیسا کہ ہر نبی کے زمانہ میں ہوتا رہا ہے۔

ایسا ہی یہاں بھی ہوا۔ بعض ایمان لے آئے اور بعض نے کفر کیا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سارے بنی اسرائیل نے نہیں مانا تھا۔ ایسا ہی مسیح موعود کو سارے مسلمانوں نے نہیں مانا۔ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے ایمان لایا۔ اور ایک گروہ کافر بن گیا۔ ایسا ہی سارے مسلمانوں کا مسیح موعود کو نہ ماننا اس بات کی دلیل نہیں ہے .... کہ مسیح موعود علیہ السلام سچے نہیں ہیں۔ بلکہ جیسے کہ سارے بنی اسرائیل کے نہ ماننے سے حضرت عیسےٰؑ جھوٹے نہیں تھے سچے کی دلیل آگے بیان فرماتا ہے فایدنا الذین امنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین۔ جو عیسےٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اُن کی ہم نے مدد کردی ان کے دشمنوں پر۔ پس وہ غالب ہو گئے ایسا ہی یہاں بھی مسیح موعود پر ایمان لانیوالوں کی اللہ تعالیٰ مدد کر رہا ہے۔ اور وہ دلیلوں سے نہ ماننے والوں پر غالب ہیں۔ قرآن و حدیث اور تعامل اسلام اور عقلی دلائل کی رو سے احمدی غیر احمدیوں پر غالب ہیں۔ بے شک سیاسی طور پر تمام اسلام کے مدعی مسلمان کہلائینگے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے تمام فرقے ہندو کہلاتے ہیں۔ ایسا ہی عیسائی خواہ وہ بے شمار فرقوں میں منقسم ہوں۔ مگر ہر فرقہ اپنے آپ کو حقیقی مسلمان یا حقیقی ہندو یا حقیقی عیسائی سمجھتا ہے۔ اور دوسروں کو غیر حقیقی مسلمان یا ہندو یا عیسائی خیال کرتا ہے۔ مگر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اب حقیقی مسلمان وہی ہیں جو کہ اللہ و رسول کو سچے مانیں۔ اور جو اُنکے وعدے کے موافق آوے اُس کو قبول کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ اور ایسے وقت میں بھیجا جبکہ اسلام ظاہری سلطنت میں بھی کمزور ہو گیا تھا اور روحانی طور پر بھی اس کی حالت نہایت نازک تھی۔ یہ فیج اعوج کی ایک ہزار برس کی رات اسپر طاری تھی۔ یاجوج ماجوج اپنی پوری طاقت کے ساتھ زمین کے اعلےٰ اور عمدہ ملکوں پر قابض ہو چکے تھے۔ مادہ پرستی اور دہریت کا دورہ تھا۔ مغربیت نے روحانی تہذیب اور تمدن کو بالکل بگاڑ دیا تھا۔ قریب تھا کہ حق بالکل پوشیدہ ہو جائے اور باطل اپنی ساری شان و شوکت کے ساتھ دنیا میں غلبہ پا جائے۔ خدا نے اپنا وعدہ یاد کیا اور حضرت احمد قادیانی کو اپنے کلام پاک سے مشرف فرمایا۔ اور امور غیبیہ کے خزائن آپ پر کھول دیئے

تمام انبیاء کا بروز

تھا کہ اس کو بھیجدیا ——— او ر تمام مذاہب کے بانیوں نے جو دنیا کے مصلح کے لئے پیشگوئی کی تھی وہ پوری کر دی اور سب کے بیان کردہ نشانات اور علامات آپکے وجود باجود سے پورے کر دیئے۔ اور خدا کے کلام پاکر اور خدا کے حکم سے آپنے دعویٰ کیا۔ اور خدا نے آپ کی تائید کی اور تمام مخالفین نے ناخنوں تک زور لگایا۔ مگر وہ ناکام رہے

اگر خدا تعالیٰ اسوقت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں نہ بھیجتا۔ تو دنیا میں دہریت ہی دہریت پھیل جاتی تمام کالجوں کے تعلیم یافتہ عیسائی دہریہ بن رہے تھے اور قریب تھا کہ سب دہریہ ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے مسلمانوں میں سے عیسائی ہونے بند ہو گئے۔ عیسائی اور آریوں کے اعتراضات کے جو دنداں شکن جوابات حضرت مسیح موعود نے دیئے ہیں وہ ایسے ہیں جن سے وہ ہمیشہ کے لئے مر گئے۔

مسیح موعود اکیلے تھے۔ خدا نے فرمایا تھا کہ میں تمھیں ایک زبردست جماعت دوں گا۔ سو خدا نے آپ کو ایک زبردست جماعت دے دیدی۔ جن کے سامنے دلائل کے ساتھ کوئی ٹھیر نہیں سکتا

خدا نے وعدہ کیا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ سو آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے کناروں تک آپ کی تبلیغ پہونچ گئی ہے۔ اور حضور کی ذریت سے حضور کا نظیر حسن و احسان میں محمود موجود ہے۔ جو اپنے کاموں میں اولوالعزم ہے اور اس کے ذریعہ سے دنیا کے تمام براعظموں اور ملکوں میں حضور کا نام پہنچ گیا ہے

اسوقت مسلمانوں میں ایک نیا گروہ پیدا ہوا ہے جو اپنے تئیں احرار کہلاتا ہے۔ ان کو حق اور سچ سے کوئی کام نہیں ہے۔ وہ اپنی دنیاوی اغراض کو مدنظر رکھ کر کبھی کانگرس کے ساتھ ملتا ہے۔ اور کبھی دنیا نئی گورنمنٹ کے خلاف تقاریر کر کے عوام کالانعام میں شورش پیدا کر کے روپیہ وصول کرتا ہے مگر جب اُس نے دیکھا کہ یہ سب ذرائع آمدنی بند ہونے لگے تو اس نے احمدیوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ اب وہ لوگوں میں جھوٹ بول کر دھوکہ دیکر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔ اور لوگوں کو کہتا پھرتا ہے کہ نعوذ باللہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور سیاہ جھوٹ ہے۔ جتنی احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ اتنی کوئی عزت کر سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ عزت وہی کرتا ہے جس کو اس کی عزت اور شان معلوم ہوتی ہے۔ احمدی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول مانتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے احمد نبی بن گیا۔ اور اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے کوئی نبی نہیں بن سکتا۔

احمد علیہ السلام نے اسلام کو سچا اور زندہ مذہب ثابت کر دیا۔ اور اس پیشگوئی کو سچا کر دیا لیظھرہ علی الدین کلہ کہ وہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیگا۔

آپ نے تمام مذاہب کے لیڈروں کو دعوت دی اور ان کو الٹی میٹم دیا۔ کہ جو کوئی کسی مذہب کا قائل ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرنے۔ کوئی میدان میں نہ آیا پوپ۔ دیانند۔ سجارک۔ پنڈتوں۔ پادریوں اور تمام علماء کو بلایا کہ وہ آکر اسلام کی صداقت کے زندہ ثبوت دیکھ لیں۔ مگر سب دم بخود ہو گئے۔

میں نے خود حضرت احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تیرہ برس آپ کی صحبت میں گذارے ہیں۔ خدا کا کلام جو آپ پر نازل ہوتا تھا۔ براہ راست آپ کی زبان مبارک سے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ آپ کے چہرہ مبارک اور ہونٹوں کو حرکت کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ خدا کا کلام آپنے بلا واسطہ سنایا ہے۔ اور اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا ہے۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ لوگ تو سنی مسلمان ہیں۔ ہزاروں واسطوں کے بعد سُن کر مسلمان ہوئے ہیں ہم نے بلا واسطہ خدا کے بھیجے ہوئے مسیح موعود نبی اللہ سے خدا کا کلام سُنا ہے۔ وہی الفاظ جو خدا نے اسپر نازل فرمائے اُس نے ہم کو سنا دیئے لاکھوں پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہوئیں۔ ایسے بینات کا انکار کیوں کر ہو سکے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس سچی بات کا بھی انکار کر دیا جائے۔ تو کوئی بات بھی پھر سچی ثابت کرنی محال ہو جائے گی۔

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم آپ کی صداقت کو ایسا ہی پہچانتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں احمدیوں کے مخالفین کو جھوٹ بولنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ بھلا اگر وہ حق پرست تھے۔ اور اس کو حق سے کام ہے تو پھر کیوں جھوٹ سے ان کو ہر وقت واسطہ زمیندار کا ہر پرچہ اور اس کا ہر بیان جو احمدیت کے خلاف وہ لکھتا ہے۔ وہ سراسر جھوٹ سے لبریز ہوتا ہے۔ وہ اپنی طرف سے جھوٹے اور لغو امور احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے۔ تاکہ عوام بھڑک اٹھیں

مگر اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سانچ کو آنچ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بیہودہ اور ہزلیات لوگ پڑھ پڑھ کر احمدیوں کی اصل کتابیں منگوا کر پڑھتے ہیں۔ اور پھر سچ معلوم کر کے احمدیت قبول کر لیتے ہیں۔ اور ان کے اکاذیب ہمارے لئے کھاد کا کام دے رہے ہیں۔

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہ سچ سے کام نہیں لیتے۔ کیونکہ صادقین کی معیت سے محروم ہیں۔ نہ ان کو صادقوں کی معیت حاصل ہے۔ اور نہ یہ صدق سے کام لیتے ہیں مکذبین کی ذیل اور لعنت ان پر پڑ رہی ہے۔ یہ کیسے سچ بول سکتے ہیں

اے خدا! ہم نے تیرے مسیح کو مان لیا وہ صادق تھا۔ ہمیں اُس کی معیت میں رکھ آمین۔

(غلام محمد سابق مبلغ ماریشس)

انک لعلی خلق عظیم

(از جناب ماسٹر اللہ دتا صاحب مہاجر دارالرحمت قادیان)

میں ایکدفعہ جلسہ سالانہ پر آرہا تھا۔ ریل گاڑی میں میرے ساتھ ایک ہندو گریجوایٹ تھے۔ انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کا معجزہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر میں آپکے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات بیان کروں تو آپ کہینگے اس سے بڑھ کر تو آج مسمریزم والے دکھا سکتے ہیں وہ اسوقت ضرور معجزات تھے۔ لیکن آج جبکہ علمی تحقیقات کمال جوبن پر ہے ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں رہی اسلئے اس زمانہ میں خدا نے جس نبی کو پیدا کیا اسکو ایسے معجزات عطا کئے ہیں جن کو کوئی سائنس کوئی فلاسفی جھٹلا نہیں سکتی۔ اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) سب سے عالی شان معجزہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے وہ حضور کے اخلاق فاضلہ ہیں۔ جوں جوں کوئی شخص حضور کے اخلاق کا مشاہدہ کرے گا۔ اسی قدر اس کی حیرت بڑھتی جائیگی۔ اور اس کو اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ یہ انسانی طاقت سے بالا اخلاق ہیں۔ اور وہ صرف اسی شخص کے ہو سکتے ہیں جس کو خدا نے اخلاق کا مجسمہ بنا کر پیدا کیا ہو۔ نازک سے نازک اوقات میں جبکہ تکلف اور تصنع کی چادر انسان سے اتر جاتی ہے۔ اور جذبات اپنی اصلی حالت پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کے مشاہدہ پر بے اختیار انسان کے منہ سے نکلتا ہے انک لعلیٰ خلق عظیم۔ میں نے چند مثالیں ان کے سامنے پیش کر کے حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کی شناسائی کرائی:۔

(۲) اسکے بعد میں نے بتایا کہ دوسرا معجزہ میرے نزدیک حضور کی پاک صحبت ہے جو وقت قادیان کی پاک زمین میں داخل ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی دھوبی نے دل کی میل دھو دی ہے۔ اور جب حضور علیہ السلام کی پاک صحبت میں بیٹھیں اور حضور کے کلمات طیبات سے مستفیض ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا نورانی چادر اڑھا دی گئی ہے انسان کے دل سے دنیا کی محبت نکل کر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) اسکے بعد میں نے بتایا کہ تیسرا معجزہ حضور کی دعا ہے اسکے بھی چند نمونے بیان کئے کہ کسطرح برخلاف امید حالات میں جبکہ یاس و نومیدی کا غلبہ تھا۔ بلکہ عدم امکان کا پہلو غالب نظر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کو قبول کیا۔

وہ صاحب چونکہ بی۔ اے تھے اور تھے بھی منصف مزاج وہ جھٹ بول اٹھے اگر آپ لاکھ معجزہ بھی بیان کرتے تو میرے دل پر اس کا ہرگز اثر نہ ہوتا۔ لیکن یہ تین باتیں جو آپنے بتائی ہیں وہ دل میں گھر کر گئی ہیں۔

واقعی اگر حضور علیہ السلام پیدا ہو کر دنیا کو اپنے اخلاقی کمالات کا مشاہدہ نہ کراتے۔ ہرگز ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس ارشاد ربانی کی تصدیق نہ ہو سکتی تھی کہ انک لعلیٰ خلق عظیم۔ انبیاء کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم سے تنگ آکر دعا مانگتے ہیں رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا اعلیٰ پایہ کا نبی دعا مانگتا ہے واشدد علیٰ قلوبھم فلا یؤمنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا مکمل بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ممتاز شان کے ساتھ جلوہ پیرا نظر آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب طائف کے بدمعاشوں نے گھر بلا کر سخت اذیت پہنچائی۔ اور کئی میل تک آپ کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ حضور کی پنڈلیاں ایڑیوں تک لہولہان ہو گئیں۔ تب بھی ایک سایہ کی جگہ کھڑے ہو کر حضورؐ نے دعا مانگی اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ ایسا ہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ جب مخالفین کی شامت اعمال طاعون کو کھینچ لائی اور دھڑا دھڑ موتیں لگ گئیں۔ خدا کا مقدس نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پچھلی رات کو سجدہ میں سر رکھے اس انداز سے جیسے عورت دردِ زہ سے کراہتی ہے۔ دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ اگر تو نے سب کو مار دیا تو تجھ پر کون ایمان لائے گا

اللہ اللہ کس شان کا نبی ہے۔ سچ ہے ع

پتھر عوض ثمر کے ثمر ہے نہال کا

سچ ہے انک لعلیٰ خلق عظیم۔ اللہ تعالیٰ پر اسقدر بھروسا حضور علیہ السلام کو تھا کہ کسی صورت میں دامن امید ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ حضرت نواب صاحب کا فرزند جب سخت بیمار ہوا۔ اور علم طب جواب دے چکی تو دعا مانگی اسپر الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے۔ اسپر حضور بیدل نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب میں عرض کرتے ہیں کہ اگر تقدیر مبرم ہے تو میں شفاعت کرتا ہوں جو قبول ہو کر حضور کا طرۂ امتیاز بنتی ہے

مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم یادگیری کو جب باؤلا کتا کاٹتا ہے۔ اور کسولی علاج کے باوجود بھی مرض عود کر آتی ہے۔ حضور علیہ السلام دعا مانگتے ہیں۔ اور بیمار جس کو کسولی کے معالج جواب دیتے ہیں زندہ رہتا ہے۔ بھلا اس سے زیادہ احیاء اور موتیٰ کے نمونے اور کیا ہو سکتے ہیں۔

خدا کی باتوں کے پورا ہونے کا اسقدر شوق ہے کہ اپنے لخت جگر مبارک احمد کی وفات پر خوشی مناتے ہیں کہ میرے اللہ کی پیشگوئی پوری ہو گئی نادان ہیں وہ جو ان باتوں پر اعتراض کرتے ہیں حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح مرغی اپنے چوزوں کے سامنے دانہ پر یونہی چونچ مارتی ہے وہ دراصل چوزوں کو سکھلاتی ہے۔ یہی حال دراصل خدا کے راستباز نبیوں کا ہے کہ زن و فرزند اور دنیاوی علائق جو ان میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ محض صحیح تعلقات سکھلانے کے لئے ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کی ذات پاک ان علائق سے بکلی بے نیاز ہوتی ہے

ان کا تعلق صرف اللہ سے ہوتا ہے۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے بندوں سے دوستانہ معاملہ ہوتا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی بات مان لیتا ہے۔ اور کبھی اپنی بات ان سے منوا لیتا ہے اور اسپر لقمان کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ اس کا آقا ایک دن اسے خربوزہ کی قاشیں کھلا رہا تھا اور لقمان مزے لے لے کر سراہتا اور کھاتا جاتا تھا۔ آخر ایک قاش آقا نے اپنے منہ میں ڈالی تو سخت کڑوی تھی۔ اس نے کہا کہ لقمان اگر کڑوی تھی تو تو نے بتایا کیوں نہ دیا اور اسطرح مزہ سے کھاتا رہا کہ گویا بہت میٹھی ہے۔ لقمان نے کہا کہ ان ہاتھوں سے ہزاروں میٹھی چیزیں کھائیں۔ اگر ایک کڑوی کھا لی تو کیوں برا مناؤں۔

حضور فرمایا کرتے تھے بعض وقت ایک انسان دعا مانگتا ہے تو اس کی امید کے خلاف کسی اور صورت میں دعا قبول ہو جاتی ہے۔ مثلاً زمیندار گھوڑے کے لئے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے بیل دے دیگا۔ کیونکہ اسکے کار آمد یہی چیز ہے۔ بیوقوف انسان سمجھتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ احسن رنگ میں قبول ہو گئی۔

حضور علیہ السلام جب کوئی تازہ بات لکھتے۔ یا اپنی شان پاک کا اظہار اور رنگ میں فرماتے۔ تو مخالفین بھڑوں کے چھتے کی طرح امڈ پڑتے آخر تھک کر بیٹھ جاتے۔ حضور علیہ السلام پھر کوئی روایت لکھتے۔ پھر مخالفین تڑپ اٹھتے اور یہی سلسلہ جاری رہتا۔

فرماتے تھے کہ ایک بوڑھا آدمی جب گلیوں سے گذرتا تو لوگ اس کو اینٹ پتھر مارتے تھے۔ ایکدن جب گذرا تو کسی نے اس کو کچھ نہ کہا۔ تو کہنے لگا کہ آج لوگ مر گئے ہیں۔ یہی حال ہمارا ہے۔ ہم کو یہ لوگ ستاتے رہیں تو خوب مزہ آتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی جناب میں زیادہ رجوع کا موقع میسر آتا ہے

شیخ سعدی کے کلام کو حضور بہت پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ بعض الہام بھی شیخ سعدی کے کلام میں ہوئے اور اس کے بعض اشعار کو عقائد کی تائید میں پیش فرمایا کرتے۔ مثلاً وہ کہ گر مردہ باز گردیدے بمیان قبیلہ و پیوند۔ رد میراث سخت تر بودے۔ وارثاں را از مرگ خویشاوند کو وفات مسیح کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر یہ شعر پڑھا کرتے ؎

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

اور فرماتے کہ حضرت مسیح کی تو عاجزی میں عمر گذری انکی ان کی حلم و مسکینی کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کیا حقیقت رکھتی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کو حکومت اور طاقت حاصل ہوئی تب بھی حضور نے بہت اعلیٰ اخلاق دکھلائے۔ یہاں تک کہ دکھ دینے والے مجرم پیش ہوئے تو فرمایا:۔

لا تثریب علیکم الیوم

پیروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنی تعظیم بلکہ پرستش کراتے ہیں۔ لیکن حضرت

مسیح موعود علیہ السلام ان باتوں سے پاک تھے۔ ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے وصال سے چند دن پہلے قندہار یا ہرات کی طرف کے پٹھان لاہور میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک نو وارد پٹھان نے حضور علیہ السلام کے پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ اسپر حضور علیہ السلام نے اظہار ناپسندیگی فرمایا اور فرمایا کہ ایسی تعظیم کسی انسان کے لئے جائز نہیں

انہی دنوں میں ایک صاحب میاں مستقیم مرحوم کھیوی سے حاضر خدمت ہوئے۔ چونکہ چل پھر نہ سکتے تھے۔ اور لوگ آگے بڑھنے نہ دیتے تھے انھوں نے دور سے پکارا۔ حضور میں دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ان کو آجانے دو۔ وہ آگے تو بڑھاپے کی کمزوری کیوجہ سے اُٹھا نہ گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بابا جی کو بہت تکلیف ہوتی ہے میں خود ہی انکے پاس چلا جاتا ہوں سچ ہے انک لعلی خلق عظیم

حضور کی عادت تھی کہ کوئی شخص اگر لمبے چوڑے قصے سنانے شروع کر دیتا یا واہی تباہی باتیں بناتا لوگ تو تنگ آجاتے ہیں لیکن حضور علیہ السلام ذرا نہ گھبراتے اور پوری توجہ سے سنتے رہتے۔ بلکہ سنانے والے کی دلجوئی کے لئے بعض کلمات بھی فرماتے رہتے۔ غرض حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ اگر ساری عمر بیان کرتے رہیں عمر ختم ہو جائیگی۔ مگر حضور کے کمالات ختم نہ ہونگے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ پیدا کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی ذات بابرکات میں جمع کر دیئے۔

اللھم صل علی محمد و علی عبدک المسیح الموعود و بارک و سلم انک حمید مجید

اس زمانے کا روحانی معالج اور مریض

(مولوی محمد شریف صاحب گجراتی)

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب مختلف قسم کے امراض دنیا کے مختلف طبقات میں نمودار ہوں۔ تو ہیں اور آہستہ آہستہ زور پکڑتے جاتے ہیں حتیٰ کہ لوگ ان کی تکالیف کے پنجے میں پھنس کر چیخ اٹھتے ہیں۔ اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے کئی قسم کی تجاویز سوچتے ہیں اور ان سے رہائی پانے کے لئے کئی ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ جب ان کی کوششیں ناکام ثابت ہوتی ہیں یا ان سے رہائی پانے کے ذرائع استعمال میں نہیں لاتے۔ تو ہلاکت ان کے سامنے نمودار ہو جاتی ہے۔ ان میں بعض طبیعتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو ان امراض سے شفا پانے کی دل و جان سے کوشش کرتی ہیں۔ آخر ان کی سنی جاتی ہے اور دنیاوی گورنمنٹ کی طرف سے ان کو امداد پہنچ جاتی ہے اور گورنمنٹ اپنی رعایا کو اس تکالیف سے بچانے کے لئے کئی قسم کی تجاویز عمل میں لاتی ہے۔ گاؤں گاؤں ڈاکٹر پھیلا دیئے جاتے ہیں۔ جو ہر ممکن کوشش سے خلق اللہ کو اس یقینی ہلاکت سے بچاتے ہیں۔ بعض امراض میں ان کو کوئی دوائی پینی پڑتی ہے۔ بعض میں مالش کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض کے زخموں پر صرف مرہم لگانی ہوتی ہے۔ بعض اعضاء کو کاٹ دینا پڑتا ہے۔ مگر چونکہ دنیا اس کو عین راحت سمجھتی ہے۔ اسلئے وہ ہر ایک قسم کی مصیبت اور تکلیف اس بلا سے رہائی پانے کے لئے برداشت کرتی ہے۔ پس جو لوگ زبان کو دانتوں تلے دیکر یہ مصائب کٹ گذرتے ہیں۔ اور ڈاکٹروں کے مشورہ پر عمل کرتے ہیں وہ صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی امراض کا علاج نہ خود کرتے ہیں اور نہ کراتے ہیں بلکہ زخموں کو گندہ ہونے دیتے۔ اور بجائے کو پہلے سے زیادہ بڑھاتے ان کا انجام خود ان کے سامنے آجاتا ہے۔ اور آخر وہ بُری طرح ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ بن پانی کے چشمے سے باہر رہتے ہیں۔ بعینہ یہی مثال روحانی سلسلہ کی ہے۔

جب ابتداء میں بعض بعض بستیوں نے مختلف قسم کے غلط ذرائع اختیار کرکے انسان نے انسان کی تباہی اور اللہ تعالیٰ سے دوری کی راہ اختیار کی اور ہر قسم کے فسق و فجور سے نظام الٰہی کو توڑ کر امراض خبیثہ میں مبتلا ہو گئے۔ اور اپنی اصلاح کے بجائے انھوں نے اپنے آپ کو ہلاکت کی نظر کرنا شروع کر دیا۔ تو اس قادر اور اعلیٰ ہستی نے ایک ایک بستی میں روحانی معالج یعنی انبیاء مقرر کیئے۔ تاکہ وہ ہر قسم کے امراض روحانی کا علاج کرکے ان کو امن اور راستی کا علمبردار بنائیں۔ مگر جب دنیاوی گورنمنٹ کے ڈاکٹروں کے طریق علاج کی مانند انبیاء نے ان کی روحانی اصلاح کے لئے ان کے نقائص دور کرنے شروع کئے یعنی کسی بدزبانی کی تو اس سے دلداری کرکے مرہم لگانے کا کام کیا۔ کسی کو کوئی بدظنی ہوئی تو حقائق و معارف کا جام پلا کر دوا پلانے کا کام کیا۔ کسی کو حد سے زیادہ بدزبانی، لچر اور گندہ سمجھ کر اسکے اعضاء کے کاٹنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ کسی کی خواہش پر کہ وہ شفا پا جائے آسمانی نشان دکھا کر اس کو حلقہ بگوش کیا۔ تو دنیا میں ایک طوفان بے تمیزی ان لوگوں نے مچا دیا۔

بجائے اسکے کہ یہ اپنا علاج کرا کے صحت یاب ہوتے انھوں نے اپنی ہلاکت کو سستے داموں خرید نا چاہا۔ غرضیکہ کوئی نبی ایسا نہ آیا جس سے ٹھٹھا۔ تخیل اور استہزا نہ کیا گیا۔ اس کو کافر۔ دجال۔ فریبی۔ مکار نہ کہا گیا ہو۔ آخر جب ان لوگوں کے دلوں میں مرض نے گھر کر لیا اور انھوں نے اس کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی اور ڈاکٹر یعنی انبیاء اپنا اپنا کام کرکے چلے گئے۔ تو انکی مرض کو اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا بسبب ان کی سرکشیوں کے حتیٰ کہ ایک ہی رو تمام دنیا میں پھیل گئی۔ اور یہ مرض ایک مہلک مرض کی شکل اختیار کر گئی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑے روحانی معالج یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس رو کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اس سورج کی روشنی ایسی زبردست طور پر اثر پذیر ہوئی کہ بعض لوگ تو بالکل مصفےٰ ہو گئے اور بعض اپنی گندگی کی وجہ سے جل جل کر صاف ہو گئے۔ اور بعض تو اتنے جلے کہ بجائے اس کے ان کی اصلاح ہوتی وہ اپنی ذات میں گرمی آفتاب کی شدت سے جلکر راکھ ہو گئے اور ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ الغرض اس سورج نے تمام جہان میں جس میں ایک متعدی بیماری ڈیرے ڈالے ہوئے تھی اپنی ضیا پاشی فرمائی بحکم الٰہی ایک بہت بڑا شفاخانہ کھولا جس میں ہر مریض کی شفا موجود تھی۔ اور کچھ مدت اس میں خود کام کرکے دکھایا۔ آخر جب اسوقت کے شاگرد بھی اس شفاخانہ کی باگ ڈور سنبھالنے کے قابل ہو گئے اس نے چاہا کہ اب یہ شفاخانہ ان کے سپرد کرے۔ تا یہ اس سے فائدہ اٹھاویں۔ اور میرے نام کو دنیا میں پھیلا دیں۔ اس کے پیروکاروں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور تمام جہان اس سے متمتع ہوتا چلا آتا ہے۔ مگر عنف باطل کو ناگوار گذرا کہ یہ شفاخانہ تادیر کام کرے۔ اندر ہی اندر انھوں نے دوائیاں حاصل کرنے کے بہانہ سے کئی شیشیاں توڑ دیں۔ کئی نسخے مشکوک کر دیئے۔ .... اور کئی منسوخ کر دیئے اور کئی نیم حکیم خطرۂ جان عمدۃ الحکما نام رکھ کر اس میں کام کرنے لگ گئے۔ جن کی مہربانی سے کئی مردے زندہ درگور ہو گئے۔ اور کئی مہلک امراض میں مبتلا ہو گئے۔ جب ان کی شرارتیں اور خودرویاں حد سے بڑھ گئیں۔ تو ان کی آزمائش کے لئے وہی راہنما کامل وہی مالک شفاخانہ اپنا نام تبدیل کرکے اور بھیس بدل کر اس شفاخانہ کی دیکھ بھال کو آیا اور ساتھ ہی کئی قسم کے نسخہ جات شیشیاں دوائیاں اور عمل جراحی کا سامان لایا جس کو انھوں نے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہوا تھا۔ مگر ان مریضوں نے اس کو پہلی نظر ہی دیکھ کر اس کے نسخہ جات کو غلط ثابت کرنے اور اس کی شیشیوں کو (جو ان کے لئے آبحیات تھیں) توڑنے اور سامان عمل جراحی کو کھو کھلا کرنے کا دھاوا بول دیا اور خود بڑے ماہر طبیب ہونے کا دعویٰ کرکے اس کی ذلت چاہی۔ مگر ان میں سے بعض غریب طبع لوگ جن کے قلوب کبر سے پاک تھے ان کو اس کے نسخہ جات اور دوائیاں جادو اثر ثابت ہوئیں اس کے پروانے ہو گئے۔ مگر وہ بدقسمت لوگ جو اس تجارت میں خسارہ پانیوالے تھے۔ اور خود سر اور ۴۴

۴۴ متکبر تھے ان کو ان کی ذلت نے پکڑا۔ اور وہ اسی میں مرگئے اور انجام بخیر ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ مگر اے وہ لوگو جو اسکے پروانے ہو۔ اس چاند کی روشنی کے فدائیو یہ چاند کی شکل میں اس لئے آیا تا کہ لوگ شدت گرمی کے باعث بالکل جل نہ جاویں۔ چاند کی سی ٹھنڈی روشنی لایا۔ تا ان کے دلو میں سرور پیدا کرے۔ اور اپنی پیاری روشنی سے ان کو اپنی طرف کھینچے۔ مگر ان بدقسمت لوگوں نے اس روشنی میں اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کفران نعمت الٰہی کے مرتکب ہو گئے۔ افسوس ان پر وہ تو ان اندھیری رات کے اندھوں کو راہ راست پر چلانے کے لئے بادام روشنی لے کر آیا۔ مگر ان کے پیٹ کے پجاریوں نے جو آنکھیں بند کرکے ہی کھاتے ہیں اور آنکھیں بند کرکے اس نور کو لے جانا چاہا۔ مگر یہ نور آنکھوں کو روشنی بخشتا اور دل کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے کاش ان کی آنکھیں جو قدرت نے کھولی ہیں۔ مگر یہ خود اپنے آپ بند کرتے ہیں کھولیں تا ان کے دل و دماغ روشن ہوں۔ خوش قسمت ہیں وہ جنھوں نے اس شمع کی خاطر اپنے آپ کو جلایا۔ اپنی ہستی کو مٹایا۔ اور اس طرح سے خالق حقیقی کو پایا ؎

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے